© rasailojaraid.com



تحریر: پروفیسر ابو زہرہ　　ترجمہ: احسان الٰہی ظہیر

# ابو الحسن اشعریؒ

## جن کی ابتدا اعتزال سے ہوئی اور آخر تک مناظروں میں معتزلہ کا اسلوب اپنائے رہے

وہ مکتبۂ فکر جس کی بنیاد واصل بن عطاء نے رکھی تھی اور جسے ہم معتزلہ کے نام سے جانتے ہیں۔ عقائد میں محدثین اور فقہاء سے زبردست اختلاف رکھتا تھا۔ معتزلہ کے سوچنے کا انداز خالص عقلی اور فلسفی تھا ان کے نزدیک اعتقاد کی بنیاد صرف اور صرف قرآن پر تھی اور قرآن میں بھی جہاں کہیں خلاف عقل نصوص دیکھتے ان کی تاویل کر دیتے۔ اسی طرح مباحثوں میں منطقی قضیوں کو مسلّم مانتے اور دوسری کسی چیز کو خاطر میں نہ لاتے۔ مامون معتصم اور واثق کا زمانہ ان کے عروج کا زمانہ تھا۔ سلطنت کے بڑے بڑے عہدیدار معتزلی تھے اور اسی زمانہ میں خلق قرآن کا افسوسناک فتنہ نمودار ہوا۔ اکابر علماء پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور محدثین و فقہاء کو برسرعام پیٹا گیا، ان کی توہین و تذلیل کی گئی خصوصاً امام احمد بن حنبلؒ کو بہت ایذائیں دی گئیں۔

### متوکل کا زمانہ

واثق کے بعد متوکل خلیفہ بنا تو اس نے معتزلہ کے اس زور کو توڑا جو مامون کے عہد سے چلا آ رہا تھا انہیں بڑے بڑے عہدوں سے الگ کیا اور ان کی جگہ محدثین اور فقہاء کو مناصب دیئے۔ یہ لوگ عقائد میں معتزلہ کی ضد تھے۔ ان کا نظریہ تھا کہ عقائد کی بنیاد صرف قرآن پر ہی نہیں بلکہ قرآن و حدیث دونوں پر ہے۔ نیز خدا تعالیٰ کے کلام میں حسب [illegible] ان کا عقیدہ تھا کہ قیامت کے دن خدا کی زیارت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہوگی۔ اسی طرح قرآن حکیم میں "ید" اصل معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح کی دیگر نصوص میں بھی وہ تاویل کے منکر تھے کہ ایسے الفاظ کو عقلی طور پر حل کیا جائے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ تشبیہ کے قائل تھے کیونکہ ان کا واضح مسلک تھا لیس کمثلہ شئی کہ اللہ کی کوئی نظیر نہیں۔

بنابریں وہ مناظرات و مناقشات میں برہان عقلی کے بجائے دلیل نقلی پیش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی نتیجہ میں وہ مخالفین کو جواب دینے میں اکثر ناکام رہتے خصوصاً غیر مسلموں اور ملحدوں کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ جاتی۔ کیونکہ ان کے پاس نصوص کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا اور نصوص صرف اسے فائدہ دیتی ہیں جو پہلے ہی مومن ہو نہ کہ اسے جو ایمان سے پہلے عقل کا قائل ہو (یہ پروفیسر کی رائے ہے) اس لیے جب متوکل کے دور میں معتزلہ کو ایوان سے نکالا گیا تو اگرچہ وہ بادشاہ کی حمایت سے محروم ہو گئے، لیکن عقل کی سلطنت ابھی تک ان کے پاس تھی اور جب تک وہ اس سلطنت کے مالک رہتے تب تک دنیا کی کوئی طاقت ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتی تھی۔

## ابوالحسنؒ اور ابو منصورؒ

اور پھر اصول منطق کے قاعدے سے ان دونوں فریقوں کے درمیان ایک تیسرے فریق کا وجود ضروری تھا جو ان دونوں کے درمیان واسطہ بنے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا امام ابوالحسن اشعریؒ عراق میں اور امام ابو منصور ماتریدیؒ سمرقند میں اسی تیسرے گروہ کے بانی و مؤسس تھے۔

## ولادت

ابوالحسنؒ ایک خالص عربی گھرانے میں پیدا ہوئے جس کا سلسلہ نسب ان اشاعرہ تک پہنچتا ہے جن کی اسلام دوستی اور جذبۂ اطاعت کی رسول اکرمؐ نے تعریف فرمائی ہے۔ آپ نے بصرہ میں ہی پرورش پائی جوان کا مولد بھی ہے اور اپنے گھرانے کے ان تمام اوصاف کو لے کر پروان چڑھے جن کی وجہ سے اس گھر کو خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ بصرہ ان دنوں شیعوں اور معتزلہ کا مرکز تھا اور یہی وہ مقام تھا جہاں عربی فکر ہندی اور یونانی فلسفہ سے آشنا ہوا تھا اور جہاں فطری و دیہاتی حسن و سادگی، شہری تہذیب و تمدن سے ہم آمیز ہوتی ہے اور پھر یہیں دین فطرت اسلام کا مختلف افکار اور متفرق نظریات سے ملاپ ہوا۔

**تعلیم** ——— آپ نے پہلے قرآن حکیم حفظ کیا پھر حدیث، فقہ اور دیگر علوم پڑھے لیکن شروع ہی

© rasailojaraid.com

سے فلسفی الذہن ہونے کی وجہ سے علوم عقلیہ کی طرف راغب تھے اور اس وقت ان علوم میں صرف معتزلہ کا ہی شہرہ تھا کیونکہ ان کے ہاں اسلامی عقائد کی بنیاد ہی براہینِ عقلیہ پر تھی اور وہ ہر اس آیت کی تاویل کر دیتے تھے جو عقل قطعی کے خلاف ہو۔ اگرچہ یہ تاویل ظاہر قرآن کے مخالف ہی کیوں نہ ہوتی اسی وجہ سے شیخ ابوالحسن رح نے ابو علی جبائی (جو اپنے زمانہ میں معتزلہ کے امام تھے) کی شاگردی اختیار کر لی اگرچہ یہ شاگرد عام طلبہ سے مختلف ہی تھا اور اس کی بصیرت و ذہانت سے اساتذہ بھی خوف کھاتے تھے۔ اشعری رح ہر مسئلہ میں استاد سے بے دھڑک مباحثہ کرتے اور کتنی ہی مرتبہ استاد انہیں جواب دینے سے اپنے آپ کو قاصر پاتے

## استاد سے مناظرہ

انہیں دنوں کی بات ہے کہ وہ ابو علی جبائی کے حلقۂ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جبائی نے اپنے مسلک کی بنا پر کہا:۔

"اللہ سے کسی ایسی چیز کا صدور ممکن نہیں جس میں مصلحت نہ ہو ایسی مصلحت جس کا ہماری عقلیں استدراک نہ کر سکیں"

کیونکہ ان کے نزدیک حسن و قبح کا معیار صرف عقل ہے اور اسی وجہ سے وہ اللہ پر ہر اس چیز کو واجب کر دیتے ہیں جن کو ان کی عقلیں بہتر سمجھتی ہوں، لیکن ہونہار شاگرد اس بات کو ہضم نہ کر سکا اور اس کے نتیجہ میں ذیل کا واقعہ نمودار ہوا۔

ابوالحسن رح ـــ ان تین کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ مومن۔ کافر۔ بچہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا کرنے والا ہے اور کونسی چیز مبنی بر مصلحت ہے؟

ابو علی جبائی نے جواب دیا، مومن جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہوگا اور کافر جہنم میں اور بچہ عام جنت میں۔

ابوالحسن اشعری رح۔ اگر بچہ خواہش کرے کہ اسے بھی جنت میں بلند مقام حاصل ہو جائے تو کیا اس کی خواہش پوری کر دی جائے گی؟

جبائی ـــ بالکل نہیں بلکہ اسے کہا جائے گا کہ مومن کو یہ مرتبہ اس کی اطاعت کی وجہ سے ملا ہے

اشعری رح ـــ لیکن اگر بچہ کہے کہ یہ میرا قصور نہیں بلکہ مجھے اطاعت کا موقع ہی نہیں ملا۔ اگر مجھے بھی موقع ملتا تو میں بھی اسی طرح اطاعت کرتا جس طرح مومن نے کی ہے۔

استاد ـــ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا [illegible] تو نافرمانی کرتا لیکن میں نے تیری

© rasailojaraid.com



مصلحت کا خیال رکھا اور تجھے سن تکلیف تک پہنچنے سے پہلے ہی موت عطا کر دی۔

شاگرد — استاد مکرم! اگر کافر بھی یہی کہے کہ اللہ تو نے اس کی مصلحت کو تو دیکھ لیا اور اسے بچپن ہی میں موت عطا کر دی۔ میں نے کیا قصور کیا تھا کہ تو نے میری حالت کو جاننے کے باوجود مجھے زندہ رکھا۔

اور استاد سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اس مناظرے سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ مصلحت وہ نہیں جس کا ہماری عقول ادراک کریں بلکہ مصلحت وہ ہے جس کا علم اللہ کو ہے وہ اللہ جس سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

## اشعری معتزلی نہ بن سکے

اور ممکن ہے کہ ہم کہیں باوجودیکہ اشعریؒ معتزلہ کے سایہ میں پروان چڑھے اور انہیں کے ہاں ان کی نشوونما ہوئی لیکن انہیں اعتزال غرق نہ کر سکا۔ ان کا انداز فکر ایک مستقل اور اچھوتا رنگ رکھتا تھا۔ وہ جہاں بھی اپنے فکر کے لیے جلا پاتے اسی سے اقتباس کی کوشش کرتے۔ خواہ وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے کیوں نہ ہو اور اسی طرح اعتزال کی تعلیم انہیں فقہا و محدثین کے دراسہ سے بے بہرہ نہ کر سکی بلکہ وہ ہمیشہ اسے تحقیقی انداز میں پڑھتے رہے اور جوں جوں ان کی عمر بڑھتی گئی۔ ان کا فکر پختگی اختیار کرتا گیا اور وہ معتزلہ سے دور ہٹتے گئے حتیٰ کہ جب وہ اس عمر کو پہنچے جس میں عقل اور جسم پوری پختگی حاصل کر لیتا ہے تو وہ معتزلہ سے بہت برگشتہ ہو چکے تھے۔ ابوالحسنؒ نے ایک مدت تک معتزلہ اور سلف کے مسالک میں موازنہ کیا حتیٰ کہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ عقاید میں محدثین و فقہاء کے طریق کو اپنایا جائے لیکن اتنے اضافہ کے ساتھ کہ بیان حق کے لیے نص کے ساتھ برہان عقلی بھی ضروری ہے جو اس نقلی دلیل کی موید بنے، یا یوں کہہ لیجئے کہ وہ معتزلہ سے اس طرح الگ ہوئے کہ انہیں زمرۂ ثانی میں بھی شریک نہیں کیا جا سکتا۔

## جو مجھے جانتا ہے

معتزلہ کے مسلک کو چھوڑنے کے بعد (اگرچہ ان کا اسلوب استدلال تاحیات باقی رہا) وہ بصرہ کی جامع مسجد میں گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر کہا:

"لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اب جان لے کہ میں ابوالحسن اشعری ہوں اور میں قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل تھا اور کہا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی زیارت نہیں ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



"لوگو! تم گواہ رہو کہ میں آج اس عقیدہ کو چھوڑ رہا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ میں اعتزال سے بالکل الگ ہو گیا ہوں اور نہ صرف یہ بلکہ آئندہ معتزلہ کی تردید بھی کروں گا۔

اے لوگو! میں ایک عرصہ تم سے غائب رہا۔ میں اس مدت میں چھان بین کرتا رہا شاید معتزلہ کے حق میں دلائل مل سکیں لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر میں خدا سے راہنمائی کا طالب ہوا، آخرکار رب قدوس نے مجھے راہ ہدایت دکھلائی۔ اب میں معتزلہ کے دلائل کو اسی طرح پھینک رہا ہوں جیسے اس قمیص کو پھینک رہا ہوں"

یہ کہا اور اپنی قمیص اتار کر پھینک دی۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اشعریؒ کے وجود میں محدثین و فقہاء کو علم کلام کا ایک ماہر مددگار مل گیا۔

اشعریؒ اعتزال کو چھوڑنے کے بعد امام احمد بن حنبلؒ سے بہت متاثر ہوئے اور معتزلہ کے بارہ میں وہی مسلک اختیار کیا جو امام احمد بن حنبلؒ کا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "الابانہ" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"ہمارا دین جس کو ہم دین حق سمجھتے ہیں وہ ہے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، صحابہ، تابعین اور خصوصاً امام احمدؒ کی رائے سے تمسک"

اور پھر امام احمدؒ کی تعریف کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"اللہ جل وعلا ہمیں اس سے الگ رکھے جو احمد بن حنبل کی مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ایسے جلیل القدر امام اور رہبر عالی مقام ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے ممتاز کر دیا ہے اور جن کی وجہ سے رب العزت نے بدعتیوں اور گمراہوں کی بدعتوں اور گمراہیوں کا قلع قمع کر دیا ہے"

اسی طرح وہ مقدمۂ "ابانہ" میں ہی لکھتے ہیں کہ:

"میں بھی امام احمدؒ کی طرح اس بات کا قائل ہوں کہ اللہ کا ہاتھ ہے، اس کا چہرہ ہے اگرچہ وہ ہاتھ ــــــ ہمارے ہاتھ ایسا نہیں۔ اسی طرح وہ چہرہ ہمارے چہرے سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا نیز یہ کہ اشیاء کا حسن و قبح ذاتی نہیں بلکہ یہ حسن و قبح صرف بیانِ شارع سے ثابت ہو سکتا ہے اور یہ کہ قیامت کے روز خدائی دیدار ہوگا اور اسی طرح حدیث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



خواہ متواتر ہو خواہ غیر متواتر اس سے عقاید ثابت ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ کی کرامت درست ہے اور کسی خاص گروہ یا طبقہ سے مختص نہیں جیسا کہ شیعہ کا عقیدہ ہے۔"

## مناظروں میں معتزلہ کا اسلوب

اشعری باوجودیکہ حدیث متواتر اور غیر متواتر کو حجت مانتے رہے لیکن مناظروں میں معتزلہ کے اسلوب کو نہ چھوڑا۔ وہی منطقی قضیئے اور وہی فلسفیانہ موشگافیاں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ انہوں نے نص کو ہمیشہ عقل پر مقدم رکھا اور عقل کو صرف مدافعت کے لیے مخصوص اور وضاحت نص تک محدود رکھا۔ چنانچہ ان کے مناظروں کے دو میدان تھے ایک داخلی اور دوسرا خارجی۔ داخلی معتزلہ کے ساتھ کہ ان کے ساتھ مناظروں میں انہوں نے ہمیشہ انہی کے اسلحہ کے ساتھ جنگ کی۔ کبھی بھی قرآن وحدیث سے ان کو جواب نہ دیا بلکہ انہی کے دلائل سے ان کی تردید کی اور خارجی میدان میں ان کے مقابل فلسفی اور شیعہ کا فرقہ باطنیہ اور قرامطہ تھا۔ ان کے ساتھ بھی مناظروں میں ہمیشہ قیاسی اور عقلی دلائل کو پیش نظر رکھا حتی کہ تیسری صدی میں اس کا زور توڑ کر رکھ دیا۔ اس کی وفات کے بعد اللہ نے اور ایسے لوگوں کو پیدا کر دیا جو ان فتنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ سچ ہے جب بھی اسلام کا ایک ستارہ غروب ہوا دوسرا طلوع ہو گیا۔

## آپ کی تصنیفات

اشعری ان صفات سے مالا مال کیے گئے تھے جنہوں نے انہیں اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ ان کے قلم و بیان میں وہ قوت تھی جس نے آج تک لوگوں کو مسحور کر رکھا ہے انہوں نے اعتزال میں اور اس کے بعد متعدد کتابیں لکھیں۔ دونوں ادوار کی کتابیں اپنے اندر بے پناہ علم اور فکر کی گہرائیوں کو لیے ہوئے ہیں۔ اعتزال میں انہوں نے ایک کتاب "مقالات الاسلامیین" لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے فرق پر لکھی ہوئی ان تمام کتابوں کو جمع کر دیا ہے جو ان کے زمانے تک لکھی گئی تھیں۔ اس کی عبارت انتہائی سلیس اور شگفتہ ہے۔ اعتزال چھوڑنے کے بعد اپنی سب سے پہلی کتاب "ابانہ" ہے۔ اس کے بعد "اللمع" لکھی۔ دونوں کتابوں میں ظاہری فرق یہ ہے کہ پہلی کتاب میں کچھ کچھ شدت ہے کیونکہ نئے نئے معتزلہ سے الگ ہوئے تھے اور دوسری میں نسبتاً اعتدال ہے۔

## اشعری کی منزلت

اشعری نے اپنے زمانہ میں وہ اس قدر مقبولیت حاصل کی حتی کہ نامور مجاہد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



صلاح الدین ایوبیؒ اپنے بچوں کو آراء ابی الحسن کے یاد کرنے پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ نیز ان کے نظریہ کو مسلمانوں کی اکثریت نے اپنایا اور پھر ان کی اتباع پر بہت شدت برتی گئی۔ یہاں تک کہ جس نے ان کی مخالفت کی اس پر سخت قسم کے مصائب ڈھائے گئے۔

- امام غزالیؒ نے جب اشعریؒ کی تردید کی تو انہیں ہر طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنایا گیا۔ اور
- ابن تیمیہؒ کو ان کی مخالفت کی بنا پر قید کیا گیا۔
- ابن حزم کو سخت تکلیفیں دی گئیں۔

اور آج ان کی وفات کو ہزار برس ہوئے ہیں لیکن وہ آج تک اپنے علم سے زندہ ہیں۔

> پروفیسر ابو زہرہ کا یہ مقالہ عرب کے مشہور ترین رسالہ "العربی" میں شائع ہوا۔ پروفیسر ابو زہرہ عالم اسلام کی مشہور ترین شخصیت ہیں اور ان کی کئی کتابوں کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

© rasailojaraid.com